© rasailojaraid.com

سہ ہزاری وخطاب خانہ زادخان سے عزت بخشی[1]۔ اور بیستم جلوس (۱۰۳۶ھ / ۱۶۲۶ء) میں بنگال کی گورنری تفویض ہوئی۔ پھر جب شاہجہاں اورنگ شاہی پر جلوہ گر ہوا تو اس سال امان اللہ حسینی لاہور میں تھے۔ لاہور سے جب دارالسلطنت میں آئے تو شاہجہاں نے منصب پنج ہزاری پنج ہزار سوار وخطاب خانزمان اور مالوہ کی صوبیداری مرحمت فرمائی۔ پھر اسی سال جب ان کے والد مہابت خاں کو دکن کی صوبہ داری عنایت کی تو امان اللہ کو مالوہ سے بلوا کر والد کا نائب بنا کر دکن بھیجدیا گیا۔ عہد جہانگیری اور شاہجہانی میں موصوف کی متعدد سیاسی اور جنگی خدمات بھی کتب تواریخ فارسی میں مذکور ہیں۔ جن میں سے دو کارنامے نہایت ہی اہم ملنے جاتے ہیں۔ پہلا جنگی کارنامہ عہد جہانگیری میں ظہور پذیر ہوا جبکہ سرحد خراسان اور قندھار وغزنین کے کچھ سماج دشمن عناصر اور قزاق اس طرح طوفان بپا کیے ہوتے تھے کہ باشندگان مقامات مذکور عاجز و پریشان ہوکر امان اللہ حسینی سے جب فریادی ہوتے تو انھوں نے اپنی پوری فوجی جمعیت کے ساتھ فتنہ پروروں اور قزاقوں کو تہ تیغ کر کے ان تمام آماجگاہ شر وفساد میں امن وسکون اور اطمینان کی فضا قائم کردی اور دوسرا اہم کارنامہ بعہد شاہجہاں ۱۰۴۶ھ / ۱۶۳۶ء میں دکن میں پیش آیا جہاں کے راجہ ساہو کی باغیانہ سرگرمیوں کو فرو کرنے کے لیے موصوف کو متعین کیا گیا اور جس میں اپنی جانبازیوں سے فتح وظفر کی سرخروئی حاصل کی۔ اسی سال (۱۰۴۶ھ / ۱۶۳۶ء میں) بمقام بالاگھاٹ[2] (دکن) امان اللہ حسینی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

موصوف نے اپنی سیاسی ذمہ داریوں کو جس خوش اسلوبی سے ادا کیا اسی طرح آپ کے علمی کارنامے بھی اہل علم کے استفادہ کے لیے رہتی دنیا تک یادگار ہیں۔ پیش نظر رقعات کے علاوہ ذیل کی کتب مشہور زمانہ ہیں:

---

[1] اقبالنامہ جہانگیری، ص ۱۹۵ مصنفہ معتمد خان بخشی (محمد شریف) متوفی ۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۹ء

[2] یہ وہ علاقہ مراد ہے جو برار کے جنوب اور دولت آباد کے مشرق میں پان گنگا ندی سے گوداوری ندی تک پھیلا ہوا تھا اور عہد شاہجہاں میں اسے کچھ عرصہ کے واسطے صوبہ تلنگانہ میں ضم کردیا گیا تھا۔ (بحوالہ تاریخ ہند جلد سوم ص ۱۲۱ مصنفہ مولوی سید احمد فریدآبادی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۔ تاریخ عام

۱۔ گنج باد آورد (متعلق ہندوستانی کاشتکاری)

۲۔ چہار عنصر دانش (عربی فارسی لغت)

۳۔ دیوان (شعری مجموعہ)

۴۔ اُم العلاج (طبی کتاب جو جلاب اور مسہل پر ہے)

اولاد میں صرف ایک لڑکے مسمیٰ شکر اللہ تھے، جن کو شاہجہاں نے باپ کی زندگی ہی میں مختلف مناصب اور اعزاز سے نواز دیا تھا۔

تحفۃ السلطانیہ مصنف حسن بن گل محمد، صفحات ۲۶، کاتب اور تاریخ کتابت مذکور نہیں۔ کتابت نستعلیق۔ ناقص صفحہ پر "الجزء الاول کتاب اول نامہ من تصنیف حسن بن گل محمد" تحریر شدہ ہے۔ جس سے نسخہ کے نامکمل ہونے کی اطلاع ملتی ہے۔ اس کمی کے علاوہ درمیان اور آخر کے کچھ اوراق نہیں ہیں۔ یہ نسخہ فن انشاء اور املا کے موضوع پر ہے جس میں تین ابواب ذیل پائے جاتے ہیں:

باب اول مکتوبات، باب دویم در احکام سلاطین، باب سیوم در مکاتبات شرعیہ۔

نسخہ ہذا کے سلسلے میں مسٹر ڈبلو۔ ایوانو (W. Ivanow) نے مسٹر بلوچیٹ (Blochet) کا خیال ذکر کیا ہے کہ مصنف نے اپنی اس تصنیف کو شاہزادہ شاہجہاں کے نام سے معنون کیا ہے۔[1] اس اطلاع سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ جہانگیر کے عہد حکومت میں مرتب ہوا تھا۔ اس سے زیادہ تصنیف اور اس کے مصنف کے متعلق کوئی علم کہیں سے فراہم نہیں ہوا۔ مخصوص سال تصنیف کے بارے میں مسٹر ایتھے اور ایوانو دونوں ہی نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ یہ نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی لائبریری کے سبحان کلیکشن میں بھی موجود ہے۔

---

[1] کٹلاگ فارسی قلمی ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ۔ جلد اول ص ۱۸۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بدائع الانشاء مصنف یوسف بن محمد مشہور بہ تخلص یوسفی، یہاں دو نسخے ہیں۔ [illegible] ہیں۔ نسخہ ۱ کے صفحات ۲۸۴، سالِ کتابت اور اسم کاتب مذکور نہیں۔ کتاب خوشخط۔ بین السطور مشکل الفاظ کے معانی آسان فارسی میں جا بجا لکھے ہوئے ہیں۔ اور نسخہ ۲ کے صفحات ۲۳۶۔ کاتب میر اعلیٰ [illegible] تاریخ کتابت ۲۷ ذی قعدہ ۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰ء بعہد نواب علی وردی خان، کتابت صاف خوشخط۔ بعض صفحات گلابی اور زرد رنگوں سے رنگین ہیں۔ شروع کے ۸۵ صفحات تک درمیان سطور مشکل الفاظ کے سہل فارسی میں معانی مرقوم ہیں جن میں سے ابتدائی پانچ صفحات پر جو معانی درج ہیں انکو پھر انہی صفحات کے حاشیوں پر تحریر کئے ہوئے ہیں۔

مصنف نے یہ کتاب اپنے فرزند اور دیگر طلباء کی تعلیم کے لیے تصنیف کی جو اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت ہی اہم ہے۔ بیانات نسخہ کی تفصیل خود مصنف کے دیباچے سے عیاں ہے:

"مسمّٰی بدائع الانشاء مشتمل گشت بر محاورات خطابی و جوابی کہ بجہت فرزند عزیز قرۃ العین رفیع الدین حسین طال اللہ عمرہ و سائر طالبان را در حیز عبارت و قید کتابت می آید۔"

پھر چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں:

"فن انشاء منقسم می شود بدو قسم، یکی توقیعات کہ مضامین آں منعوی بر انشائے احکام سلاطین و حکام است و دیگر محاورات تراکیب آں مواد صدور مکاتبات و مفاوضات است۔ و محاورات منقسم می شود بسہ قسم، از برای آنکہ خالی از ان نیست کہ رتبہ مکتوب الیہ از رتبہ کاتب بلند تر است یا فروتر یا مساوی است۔ اگر بلند تر است مرافعات گویند۔ اگر فروتر است رقع، اگر مساوی ست مراسلات گویند۔ و ہر یکی ازیں اقسام ثلثہ منقسم می شود بخطابی و جوابی۔"

دونوں نسخوں میں چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مجموعی طور پر خطوط میں یکسانیت ہے البتہ آخر میں کچھ خطوط ایسے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ کوئی مماثلت نہیں رکھتے۔

© rasailojaraid.com